عالم اسلام میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

الجزائر میں علماء اسلام کا اجتماع

کانفرنس میں تیسرا موضوع تھا "التبشیر فی العالم الاسلامی" یعنی عالم اسلامی میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں۔ بات بڑے افسوس کے ساتھ کہی گئی کہ مسلم ممالک کی سیاسی آزادی اور استقلال کے بعد اس موضوع کو سرے سے ختم ہی ہو جانا چاہئے تھا۔ اور استعمار کی تاریخ کا جزو بن کر ماضی کی داستان میں جگہ پانا چاہئے تھا۔ اس کے برعکس یہ موضوع آج پہلے سے کہیں زیادہ تازہ، خطرناک اور فوری اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ایک دلخراش حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد سے تمام مسلم ممالک میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں نئے وسائل اور نئے اسالیب کے ساتھ بڑے پیمانے پر اور بڑی سینہ زوری کے ساتھ نمودار ہوئیں۔ اور روز افزوں تیزی کے ساتھ آج بھی بلا روک ٹوک جاری ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔؟ کوئی کہے یا نہ کہے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ پس ماندہ ملکوں کو آزادی دیتے ہی یورپ کی ترقی یافتہ قوموں نے ان کو صنعتی ترقی کا خواب دکھلایا اور ان کے دروازہ پر طرح طرح کی امداد (AID) کی پیش کش کی یہ امداد ایک ایسا جال ہے کہ طائر زیر دام جتنا باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہی اس کے پھندے مضبوط ہوتے جاتے ہیں۔ بالخصوص مسلم ممالک کی اس احسان مندی سے عیسائی مشنری تنظیموں کے حوصلے بڑھے اور ان کے کارکنوں کو اپنے منصوبوں پر عمل کرنے کے مواقع میسر آئے۔

تاریخ میں ہمیشہ استعمار اور کنیسہ دونوں ایک دوسرے کے حلیف اور مددگار نظر آتے ہیں۔ یہ محض اتفاقی بات نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک فلسفہ ہے۔ ایک طرف تو یہ نظریہ ہے کہ دنیا تمام انسانوں کے لئے پیدا کی گئی ہے اس لئے کسی شخص یا قوم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کو قدرتی ذخیروں تک پہنچنے سے روکے۔ یہ استعمار کی اخلاقی اساس ہے۔ دوسری طرف انجیل کا یہ حکم ہے کہ "جاؤ اور اقوام عالم کو تعلیم دو۔" اسطرح تبشیر کے لئے سیاسی اور فوجی طاقت سے مدد لینا فرض ہوا۔ چنانچہ استعمار اور تبشیر دونوں ایک دوسرے کے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب پرتگال اور اسپین میں افریقہ کی تجارت کی بابت جھگڑا ہوا تو پاپا نیقولا خامس

نے یہ فیصلہ دیا کہ گینیا تک افریقہ کی سرزمین پر قبضہ کرنا پرتگال کا حق ہے۔ اگر کسی دوسری مسیحی طاقت نے اسکی مزاحمت کی تو اسے کنیسہ سے نکال دیا جائے گا۔ بعد کو جب کولمبس کے انکشافات کے نتیجہ میں اسپین کی بحری طاقت بڑھ گئی تو ۱۴۹۲ء میں پاپا الگزینڈر نے دنیا کے مختلف حصوں کو پرتگال اور اسپین کے منطقۂ نفوذ SPHER OF INFLUENCE میں تقسیم کیا۔ اس سے بڑھ کر سبق آموز بات یہ ہے کہ انیسویں صدی میں جب فرانس میں دین اور دولت (کنیسہ اور حکومت) میں مکمل جدائی ہو چکی تھی اور سیاست میں کنیسہ کا عمل دخل گوارا نہ تھا عین اسی وقت فرانس کی حکومت الجزائر میں کنیسہ اور اس کے کارکن مبشرین (مشنریز) کو اپنی سیاست کی تنفیذ کا موثر ادارہ تصور کرتی تھی اور اسی اعتبار سے اس کی سرپرستی کرتی تھی۔ گھر میں تو کنیسہ سے قطع تعلق اور گھر سے باہر کنیسہ کے ہاتھ میں ہاتھ۔ وجہ ظاہر ہے کہ استعمار میں حکومت اور کنیسہ دونوں کا مقصد مغلوب مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے اپنا غلام اور تابع بنانا تھا اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ انہیں ان کے دین سے ہٹایا جائے اور اسلام کی جڑ کاٹی جائے۔ یہ مبشرین جو رحمت کا پیام لیکر آتے تھے ان کے وحشی اعمال کی ایک مثال یہ ہے کہ ۱۸۶۸ء میں انہوں نے الجزائر میں قحط کے حالات میں ۱۷۵۳ یتیم پکڑ کر عیسائی بنانے کے لئے بھیج دئے (ایسے واقعات ہندوستان کی تاریخ میں بھی ملتے ہیں۔)

انیسویں صدی تک مسلمانوں کی غیرت کا یہ حال تھا کہ وہ ان عیسائی مبشرین سے حکومت کے اقدام کا انتظار کئے بغیر خود ہی نمٹ لیتے تھے۔ وہ ان کو بجا طور پر دشمن اسلام اور استعمار کا آلۂ کار اور جاسوس سمجھتے تھے اور دیکھتے ہی انہیں قتل کر دیتے تھے۔ غیرت مند مسلم عوام ان عیسائی مبشرین کو اپنے درمیان برداشت کرنے پر اس وقت مجبور ہوئے جب عیسائی حکومتوں نے کمزور مسلمان حکومتوں سے معاہدے کر کے امتیازات حاصل کئے۔ پھر بھی عرصہ تک یہ عیسائی مبشرین اندرونی علاقوں میں تاجروں کا بھیس بدل کر جاتے تھے۔ مسلمانوں کی رواداری کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ کہ یہ دشمنان اسلام یہودی تاجروں کے بھیس میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے۔ بیسویں صدی کے آغاز میں "شارل دوفوکو" یہودی کے لباس میں تونس اور مغرب کے علاقہ میں گھومتا پھرا تاآنکہ اس کا بھانڈا پھوٹ گیا اور ایک مسلمان کی گولی نے اس کا کام تمام کردیا۔ آج یہ حال ہے کہ مسلمانوں کو اور مسلمانوں کی حکومتوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ رحمت کا پیام لانے والے صلیب بردار ان کے، ان کی سیاسی آزادی کے، اور ان کے دین کے دشمن ہیں۔

استاذ عثمان الکعاک نے تبشیر یعنی عیسائی تبلیغ اور عیسائیت کے پرچار کے اقسام اور طریقہ پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔

۱۔ پہلی قسم ہے التبشیر الصریح یعنی صریح انداز میں کھلم کھلا عیسائیت کا پرچار کرنا۔ اس کے دو طریقے ہیں۔

ایک طریقہ علمی مناظرہ کا ہے۔ اس طریقے سے عیسائیوں کو مطلق کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسلام نہایت سادہ منطقی اور آسانی سے عقل میں آنے والا مذہب ہے۔ اس کے برعکس عیسائیت کا ہر عقیدہ ایک گورکھ دھندا ہے۔ مسلمان علماء نے مناظرہ کی خدمت بڑی عرق ریزی اور خوش اسلوبی سے انجام دی۔ سب سے پہلے ابن حزم نے اپنی کتاب "الفصل بین الملل والنحل" میں اس کا حق ادا کیا۔ اس کے بعد عبداللہ ترجمان کا نمبر آتا ہے۔ جو تونس میں "سیدی تحفہ" کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ یہ ابتداء میں بہت بڑے عیسائی پادری تھے۔ انہوں نے جب اسلام کا مطالعہ کیا تو خدا نے ایسی ہدایت کی کہ مسلمان ہوکر عیسائیت کا دنداں شکن جواب لکھا۔ "پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے"۔ ان کی کتاب کا نام ہے "تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب"۔ یوں کہنا چاہئے کہ گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھائی ہے۔ انہیں کے ساتھ ہندوستان میں جواد ساباط اور شیخ رحمت اللہ کے نام زندۂ جاوید ہیں جنہوں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مناظرات کا سلسلہ ہی ختم کر دیا۔

علمی مناظرہ کے مقابلہ میں دوسرا طریقہ تشکیک کا ہے۔ یہ طریقہ تحریر، تقریر اور تعلیم میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اور مسلم نوجوانوں کو ان کے دین، تہذیب اور ثقافت ماضی اور مستقبل کی بابت شک میں ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اسلامی نظام حیات فرسودہ ہوچکا ہے۔ موجودہ دور میں مغربی نظام حیات اختیار کئے بغیر ترقی ممکن نہیں، مسلمانوں میں کبھی جمہوریت نہیں رہی۔ اسلام نے فقیروں اور مظلوموں کو صبر و شکر کی تلقین کرکے دبائے رکھا۔ علم میں ترقی کے لئے مسلمانوں کو قرآن کی زبان سے نجات حاصل کرنا پڑے گی۔ اس کے بعد وہ چاہے اجنبی زبانوں، انگریزی، فرنچ کی برتری قبول کرلیں چاہے "مادری زبان" کے تعصب میں پڑکر اپنی وحدت کو پارہ پارہ کرلیں۔ ہر دو صورت رنگ چوکھا آئے گا۔ اس طریقہ سے کوئی مسلمان عیسائی تو نہیں ہوتا۔ اتنا ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو "طوق گلو افشار" سمجھنے لگتا ہے۔ اسلام کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ عیسائی مبلغ اس نتیجہ سے پوری طرح مطمئن ہیں اور یہ مسلمانوں کے لئے سم قاتل ہے۔ اس کے لئے عیسائی مبلغ کتنے جتن کرتے ہیں۔ اس پر تفصیل سے بحث ہوتی جس کا بیان آگے آئے گا۔

"تبشیر صریح" کبھی کبھی شمشیر دستان کے بل بوتے پر بھی ہوتی ہے۔ صلیبی جنگیں اس کی سب سے نمایاں مثال ہیں۔ صحرائی (شمالی افریقہ) کے علاقہ میں اسپین کافی عرصہ تک چھوٹے بچوں کو زبردستی عیسائی بناتا رہا ہے۔ LICERA میں سسلی کے مسلمانوں کو جمع کرکے آگ میں جلایا گیا۔ برصغیر میں استعماری طاقتوں کی قزاقی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ استاذ عثمان الکعاک نے کہا: ذرا غور کیجئے۔ بیافرا میں کیا ہوا۔؟ جنوب سوڈان میں کیا ہوا۔؟ قبرص میں مکاریوس کیا کر رہا ہے۔؟ پاکستان کے ٹکڑے کرنے سے اصل مقصود کیا ہے۔؟

باقی ص۵۰ پر